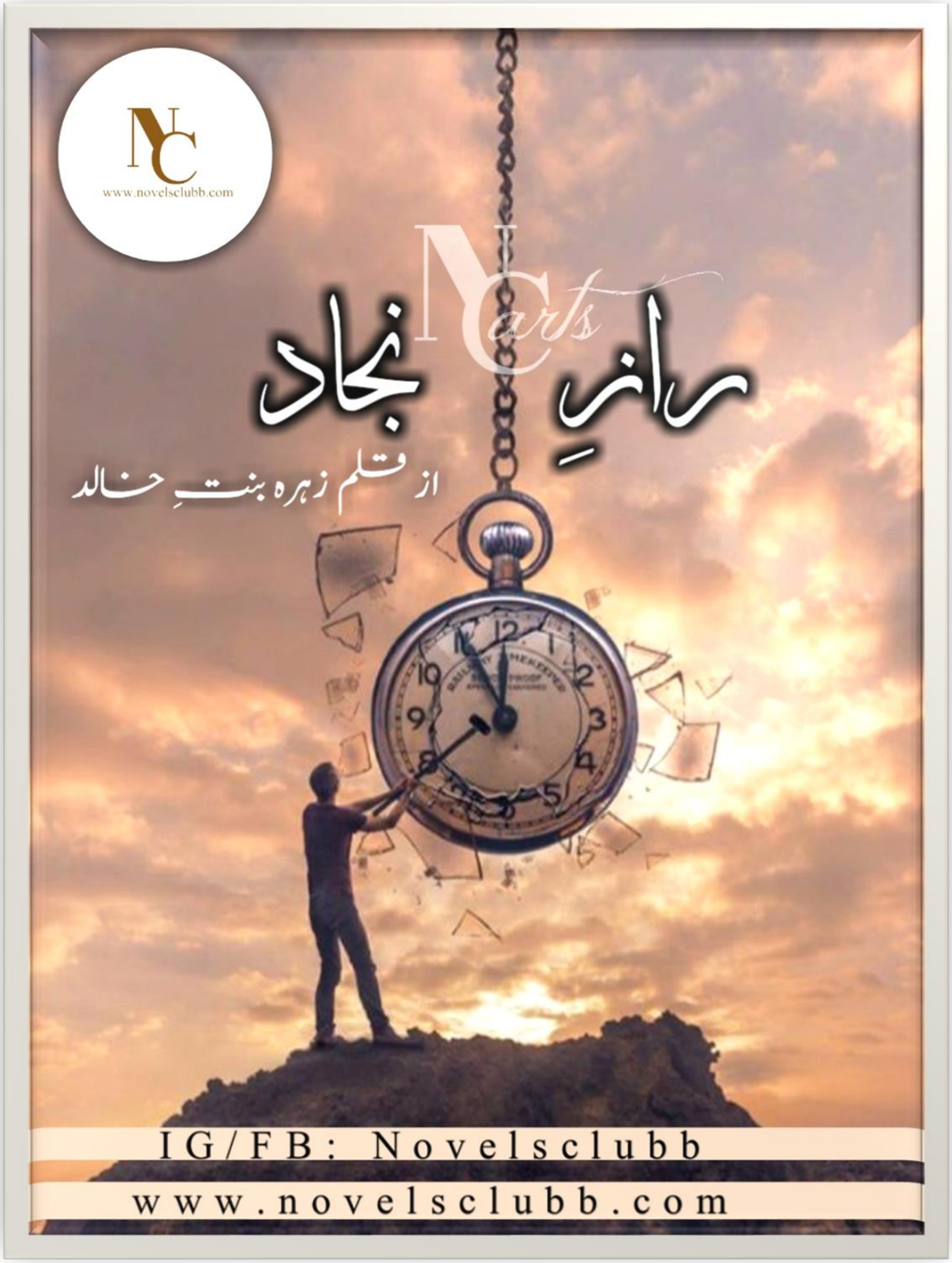
www.novelsclubb.com
رازِ نجاد
از قلم زہرہ بنتِ خالد
IG/FB: Novelsclubb
www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

رازِ نجاد

از قلم

زہرہ بنتِ خالد

“Stranger give a clue”

وہ مہربان جو کہانیوں کی کوکھ میں بڑی ہوئی .

اُسے غرض نہیں کہ کسی نے اُس سے جھوٹ بول کے

تمام عمر کے لیے دلوں میں چھید کر دیے

اُسے غرض نہیں کہ کتنے لوگ

اُس کی چھاؤں میں پلے بڑھے

اُسے غرض نہیں کہ کون اسکا نام استعمال کر کے

رب ذوالجلال سے حرام کو حلال کہہ کر مانگتا ہے

اور سوچتا ہے، اور سوچتا ہے کہ اُس کو کچھ پتا نہیں

اُسے پتا ہے اور اسے سب پتا ہے

مگر وہ اس زماں مکاں کے دائروں سے دور

اپنا ایک ادھورا خواب بن رہی ہے.

جس کو سن کر کائنات اپنی باقیات پر نظر کرے گی
مجھے بھی اس شفیق ہاتھ نے بھنور سے کھینچ کر
طلب تو کچھ نہیں کیا ہے
مگر میں اس کے دل پہ رنگ چھینک کر بتاؤں گا
کہ سچ بہت حسین ہے۔
(تہذیب حافی)

رات کی گہری تاریکی میں سرسراتی ہوا چل رہی تھی۔لاہور کے موسم نے سرما کی آمد پر انگڑائی لی تھی اور ہر طرف سردی نے دستک دے ڈالی تھی۔خود میں ایک تاریخ رکھتا شہر لاہور اس وقت تاریک تھا۔وہ تھکن سے چور بستر پر بیٹھی تھی اور بازؤں کو پیچھے لے جاتی ہاتھوں کو باہم جوڑ اتھا۔ہڈیوں کے چٹخنے کی آواز آئی تھی اور وہ گہری سانس بھرتی اب لیپ ٹاپ بند کرتی بستر سے اٹھا کر کمرے میں موجود ٹیبل پر رکھ رہی تھی۔کمرے میں چھائی تاریکی کے باعث اس کا چہرہ واضح نہ تھا۔وہ

مدھم قدموں سے واشروم میں گھسی تھی اور تھوڑی دیر بعد فریش ہوتی آرام دہ کپڑوں میں اپنے تاریک بستر پر آ بیٹھی تھی۔ تبھی اس کا فون جگمگایا تھا۔ وہ موصول ہونے والے پیغام کو دیکھتی ہلکا سا مسکرا دی۔ موبائل کی روشن سکرین سے اس کے چہرے کے ہلکے ہلکے نقوش واضح ہوئے تھے۔ اس کی بادامی نقوش کی بھوری آنکھیں ایک لمحے کے لیے جگمگائی تھیں اور ہونٹوں پر سجنے والی مسکراہٹ بھی خوبصورت تھی۔

کچھ لمحوں بعد فون کال کی آواز کمرے میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ اس نے فون اٹھا کر سپیکر پر رکھا تھا اور خود ٹیبل لیمپ جلاتی سنگھار میز کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔ اب کمرہ قدرے روشن تھا لیکن تاریکی میں خلل اس وقت ڈلا جب اس نے ہاتھ بڑھا کر سنگھار میز کے ارد گرد لگے سارے بلب جلا دیے۔ فون کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔

"امید کرتا ہوں کہ پیسے پہنچ گئے ہوں گے۔"

وہ کوئی بھاری مردانہ آواز تھی۔

"یہ بتانے کے لیے تو تم نے بالکل فون نہیں کیا محسن۔ کام بولو۔"

وہ سنگھار میز سے نائٹ کریم اٹھاتی اپنے چہرے پر لگا رہی تھی۔ بھوری آنکھیں، تیکھے اور سرد نقوش۔ سیاہ بالوں میں ایک لال رنگ کی لٹ اس کے بالوں کو پرکشش بنا رہی تھی۔

"ایک اور کام ہے۔"

دوسری جانب سے آواز ابھری تو اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ نے گھیرا کیا۔

"میں بول چکی ہوں۔ یہ آخری کیس تھا جو میں نے تمہارے کہنے پر حل کیا۔ آئیندہ مجھ سے رابطہ کیا تو تمہارا کیس تھانے کے درازوں میں بند ملے گا۔"

مصفرہ نے کہتے ہوئے فون پر لال بٹن دبا کر رابطہ منقطع کر دیا۔ اسے اپنے کام میں مداخلت کرنے والے لوگ نہیں پسند تھے۔ اور محسن اس پر رعب جمانے کے ساتھ ساتھ اس کے کام میں مداخلت بھی کرتا تھا۔ مصفرہ مغل کسی کی حکمرانی خود پر برداشت کرے؟

www.novelsclubb.com

وہ کمرے سے باہر نکلی اور کچن میں گھستی اپنے لیے کچھ اچھا سا کھانے کے لیے بنانے لگی۔گھر چھوٹا مگر نفیس تھا۔کچن کی سفید شیلف پر نفاست سے سامان سجا تھا۔وہ مسکراتی ہوئی خود کو ایک مزے دار کھانے سے سرو کرنے جارہی تھی۔ لاؤنج کے ٹیبل پر چیز پاستا اور کولڈ ڈرنک رکھتی وہ دھپ سے صوفے پر سکون سے بیٹھی تھی اور ٹی وی آن کر گئی تھی۔وہ اپنے ہر کیس کے کامیاب ہونے کے بعد ایسے ہی خود کو شاباشی دیا کرتی تھی۔

آرام سے کھانے کے بعد جب وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور سنگھار میز پر پڑا موبائل اٹھایا تو سامنے ایک میسج جگمگا رہا تھا۔کسی انجان نمبر سے۔۔۔۔۔۔۔

"Hello Red Lady.”

وہ جواباً آبرو اٹھا گئی تھی۔ریڈ لیڈی؟؟سیر یسلی؟؟

اس نے جواباً سوالیہ نشان بھیجے تھے اور چلتی ہوئی بستر پر آبیٹھی تھی۔جواب فوراً آیا تھا۔

"تو آپ ہیں مشہور ڈیٹیکٹو وریڈ لیڈی جو کہ میرے اندازے کے مطابق بالکل بھی مشہور نہیں ہیں۔"

مصفرہ نے اس کی بات پر آبرو اٹھائے تھے اور پھر لکھنے لگی۔

"تم جو کوئی بھی ہو۔۔اس چیز سے تمہارا مطلب؟"

ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ کوئی اس کے سامنے مشکوک ہو رہا تھا۔

"لینڈ لیڈی کیس۔۔۔۔یہی تمہاری شہرت کی وجہ تھا نا؟"

موصوف نے اس کے سوال کو کسی خاطر میں نہیں لیا تھا۔اس نے بستر میں اپنے پاؤں گھسائے تھے اور کہنے لگی۔

"تم جو کوئی بھی ہو مدعے پر آؤ۔"

وہ اس وقت سونا چاہتی تھی۔ایک لمبے کیس کے حل ہو جانے پر سکون کی نیند۔

"میں وہی ہوں جس کی وجہ سے تمہیں شہرت مل سکتی ہے۔"

مصفرہ اس کے الفاظ پر طنزیہ ہنسی تھی جیسے موصوف سامنے بیٹھا ہو۔

"سچ کہوں تو میں نے تم سے مدد نہیں مانگی۔"

وہ کہتی ہوئی سرہانے پر سر پھینک گئی تھی۔

"میرے پاس تمہارے لیے ایک کیس ہے۔"

دوسری جانب موصوف جیسے اسے سننا گناہ سمجھتا ہو۔

"مدعے پر آؤ۔"

"میں چاہتا ہوں تم یہ کیس سلجھاؤ۔"

اسے آج تک جتنے کیس ملے تھے، کیس دینے والے صرف اس سے گزارش کیا کرتے تھے۔ یہ نیا تھا جو اس کی سنے بغیر اسے کیس حل کرنے کو بول رہا تھا۔ یہ بات مصفرہ کو کیسے گوارہ ہو بھائی؟

"کونسا کیس؟"

وہ تجسس کے مارے پوچھ بیٹھی۔

"The disappearance of Zoya Qureshi."

مصفرہ جھٹکے سے بستر پر اٹھ بیٹھی تھی۔

"زویا قریشی۔ جسے گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی قرار دے کر کیس بند کر دیا گیا ہے؟"

www.novelsclubb.com

وہ جیسے یقین دہانی کر رہی تھی۔

"میرا خیال ہے یہ اس سے کچھ زیادہ ہے۔"

وہ پہلی بار اپنی رائے پیش کر رہا تھا۔

"بغیر کسی ثبوت کے کیس لینے سے میں خود کو بے وقوف تصور کروں گی۔"

مصفرہ نے بغیر کسی تاثر کے جواب دیا تھا۔

"ثبوت ڈھونڈنا تمہارا کام ہے مس ریڈ لیڈی۔"

اس کے جواب پر مصفرہ کا دل چاہا اس انجان شخص کی گردن اڑا دے۔ مطلب انسان میں تھوڑی سی عقل ہو لیکن نہیں، دنیا تو بے وقوفوں کا ٹھکانہ بنتی جا رہی ہے۔ اس کے جواب نہ دینے پر دوسرا میسج سکرین پر جگمگایا تھا۔

"After all, you are smart enough to get evidences! Detective!”

مصفرہ نے اپنا پہلو بدلا تھا۔ لاہور کے شہر میں کیا پرائیویٹ ڈیٹیکٹو ختم ہو گئے تھے جو یہ عجیب انسان سب سے عجیب کیس اٹھا کر اس کے پاس چلا آیا ہے۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے میں یہ کیس لوں گی؟"

مصفرہ نے طنزیہ انداز میں کہا تھا۔لبوں پر اسی انداز کی مسکراہٹ کا احاطہ تھا۔

"میرا نہیں خیال تمہارے پاس چوائس ہے۔"

اس جواب پر مصفرہ نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

"کیا یہ دھمکی ہے؟"

ہوتی بھی تو وہ نہیں ڈرتی یہ بات دوسری جانب بیٹھا شخص بھی جانتا ہوگا۔

"تم بالکل نہیں چاہو گی جس گھر سے تم بھاگی ہو انہیں تمہارا پتا ملے اور تمہیں پھر سے ایک نئے شہر میں اپنی پہچان بنانی پڑے،وہ بھی ایک نئے نام سے مصفرہ مغل۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ کے اندر تک بجلی پیدا ہوئی تھی۔اب وہ سانس ساکن کیے اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔ایک تو وہ اس کا نام بھی جانتا تھا اور دوسرا اس کی زندگی کا سب سے بڑا راز بھی۔

"تم ہو کون؟"

وہ کانپتے ہاتھوں سے بس اتنا ہی پوچھ پائی۔ گھر واپس جانے کے خیال سے اس کی روح تک میں سنسنی دوڑ جاتی تھی۔ وہ وہاں نہیں جائے گی۔ کبھی نہیں۔ وہ واپس اس جہنم میں نہیں جلے گی۔

"یہاں زویا کا کیس ڈسکس کیا جائے تو یہ زیادہ مناسب رہے گا۔"

دوسری جانب موجود موصوف جانتا تھا وہ اپنا تیر چلا چکا ہے جو عین نشانے پر لگا ہے۔

"لیکن زویا قریشی کا کیس تمہارے لیے کیوں ضروری ہے؟"

وہ تجسس کے مارے پوچھ بیٹھی۔

"ڈیٹیکٹو!! گھڑی کی سوئیاں آگے بڑھ رہی ہیں۔ میں تمہاری جگہ ہوتا تو اب تک اپنا کام شروع بھی کر چکا ہوتا۔"

مصفرہ نے فون بستر پر پٹخ دیا۔ بہت سے سوالات نے اندر جنم لیا تھا۔

یہ کون ہے؟

اس کے بارے میں کیسے جانتا ہے؟

اس کے گھر والوں کے بارے میں؟

ایسا ناممکن سا کیس؟

کیا شہر لاہور کے سارے پرائیویٹ ڈیٹیکٹو مر گئے ہیں؟

وہ ذہن جھٹک کر سر سرہانے پر پھینک گئی۔وہ آج سونا چاہتی تھی۔کئی راتوں کے بعد۔آج وہ زیادہ سوئے گی۔کھڑکی پر لہراتے پردوں کی اوٹ میں چھپا چاند خاموشی سے اسے نیند کی وادیوں میں اترتا دیکھ رہا تھا۔وقت کی سوئیاں دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہی تھیں اور سورج کی روشنی کا انتظار کرتی رات سرکنے لگی تھی۔

============

وہ ایک لمبی سانس بھرتا اپنے کیبن میں داخل ہوا تھا۔گلے سے سٹریتھوسکوپ نکال کر سامنے ٹیبل پر رکھتا سفید کوٹ کے بٹن کھول گیا تھا۔بستر پر گرنے کے انداز میں بیٹھتا وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گیا تھا۔ایک لمبے دن کے بعد اب وہ تھک ہار کر سکون سے بیٹھا تھا۔سکون کی سانس بھرتا ہوا وہ گاڑی کی چابی اٹھاتا ہوا باہر کی جانب

چل دیا۔ کیبن سے پارکنگ تک کے رستے پر بہت سے لوگوں نے اسے سلام کیا تھا جسے اس نے سر کے خم سے موصول کیا اور مسکرا کر چل دیا۔ نیوی بلیو کلر کے سکرب پر انگریزی حروف میں 'ڈاکٹر براق مرزا' لکھا ہوا تھا۔اس کی چال مردانہ وجاہت کا منہ بولتا ثبوت تھی۔ سیاہ رنگ آنکھیں کچھ عجیب سی تھیں۔ گال میں پڑا ڈمپل مسکرانے پر واضح ہوا تھا۔ وہ اپنی مردانہ وجاہت سے بھرپور چال چلتا ہوا گاڑی میں آ بیٹھا تھا اور سفید کورٹ اتار کر فرنٹ سیٹ پر اچھالا تھا۔ وہ شہر خوشاب کا ایک غیر معروف ہسپتال تھا جہاں مریضوں کی تعداد نہ کم تھی نہ زیادہ۔ اس سے پہلے کے وہ گاڑی چلاتا۔ اس کے شیشے پر دستک ہوئی تھی۔ اس نے کالے رنگ کے شیشوں کے پار دیکھا تھا جہاں وہ مسکراتے ہوئے کھڑی تھی۔ اسی نرم اور پیاری مسکراہٹ سے جو اس کی شخصیت کا حصہ تھی۔

براق کے چہرے کے زاویے بگڑے تھے لیکن اس نے شیشہ نیچے کرتے ہوئے چہرے پر مسکراہٹ سجائی تھی۔

"جی ڈاکٹر فریال۔ خیریت؟"

"آپ واپس جا رہے ہیں ڈاکٹر براق؟'

فریال کے پوچھنے پر اس کا دل چاہا وہ اپنا سر پیٹ لے۔

"جی گاڑی میں اسی نیت سے بیٹھا تھا۔"

اس نے مسکراہٹ کو مزید بڑا کرتے ہوئے کہا تھا۔فریال کی نظر اس کے ڈمپل سے ہوتے ہوئے اس کی سیاہ رنگ آنکھوں پر گئی تھیں۔وہ الگ سی تھیں۔کچھ عجیب سی۔فریال ہمیشہ انہی میں کھونے کی کوشش کرتی تھی لیکن براق مرزا اسے موقع نہیں دیا کرتا تھا اور اپنی نظریں پھیر لیا کرتا تھا۔

"کیا تم مجھے گھر ڈراپ کر سکتے ہو؟اکچولی میری گاڑی خراب ہو گئی ہے۔"

فریال کے ساتھ ساتھ براق بھی جانتا تھا کہ یہ صرف اس کے ساتھ وقت گزارنے کا طریقہ ہے لیکن وہ کچھ نہ بولا۔وہ اس کی کولیگ تھی اسے اتنی فیور دینی پڑے گی۔

"جی آجائیں۔"

اس نے کہتے ہوئے شیشہ دوبارہ چڑھا لیا۔فریال اپنی خوبصورت چال چلتی ہوئی دوسری جانب کا دروازہ کھولتی اندر بیٹھنے سے پہلے اس کا سفید کورٹ اٹھا کر اپنی گود

میں رکھنا نہیں بھولی تھی۔اس نے پرپل کلر کا سکرب پہنا ہوا تھا جس پر ڈاکٹر فریال لکھا ہوا تھا۔سفید کورٹ ایک بازو پر ڈال رکھا تھا جس کے ساتھ ہی اس نے اسی ہاتھ میں سٹریتھو سکوپ پکڑا ہوا تھا۔جبکہ دوسرے ہاتھ میں اس کا پرس تھا۔اب وہ نفاست سے گاڑی میں بیٹھتی دونوں کورٹ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر رکھ چکی تھی۔

براق نے گاڑی چلادی تھی۔

"کیسا رہا آپ کا آپریشن ڈے؟"

فریال نے اپنی نرم مسکراہٹ کے ساتھ بات کا آغاز کیا تھا۔

"ہمیشہ کی طرح اچھا لیکن تھکا دینے والا۔"

براق کے جواب پر وہ مسکرادی۔

"میرا بھی کچھ ایسا ہی تھا۔میرے خیال سے ہر ڈاکٹر کا ایسا ہی ہوتا ہے۔"

وہ مسکرا رہی تھی یا شاید مسکراہٹ اس کی خاصیت تھی۔براق کی پوری توجہ سڑک پر تھی۔کچھ دیر کی ہلکی پھلکی باتوں کے بعد وہ کہنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے تمہاری سیاہ آنکھیں بہت پسند ہیں براق۔ کچھ الگ ہیں، باقی سب سیاہ آنکھوں سے۔"

فریال نے مسکرا کر ہلکے پھلکے انداز میں کہا تھا۔ گاڑی میں یکدم خاموشی چھا گئی تھی۔

براق نے ایک نظر اسے دیکھا تھا اور پھر ایک گھر کے سامنے گاڑی روک دی تھی۔

اس نے جواباً کچھ نہیں بولا تھا۔

"صبح ملتے ہیں۔"

فریال نے مسکرا کر گاڑی کی بیک سیٹ سے اپنا کورٹ اٹھایا تھا اور اپنا پرس سنبھالتی باہر نکل گئی تھی۔

"خدا حافظ۔"

براق نے ہلکا سا مسکرا کر جواباً کہا تھا۔ فریال مسکرا کر سر ہلاتی اندر چلی گئی تھی اور اس نے اپنی گاڑی زن سے بھگا دی تھی۔ اپنے گھر پہنچنے پر وہ لاک کھولتا اندر داخل ہوا تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا اپارٹمنٹ تھا۔ وہ فریج کھول کر جھکا ہی تھا کہ کوئی کچن میں داخل ہوا۔

براق مڑے بغیر کہنے لگا۔

"تمہیں بولا تھا ادھر مت آنا۔"

"پوچھ کر نہیں آنا ڈاکٹر صاحب۔"

حماس نے اسے کھینچ کر گلے لگایا تھا۔وہ اس کا خونی بھائی تھا اور اس سے پوچھے بغیر اس کے گھر آنے کی اجازت رکھتا تھا۔

"حماس یار یوں چپکا مت کر۔تجھے پتا مجھے یہ چپکا چپکی زہر لگتی ہے۔"

براق اسے دور کرتے ہوئے بولا تھا جو کھینچ کر اسے دوبارہ گلے لگا چکا تھا۔

"آئی لو یو شہزادے۔"

حماس اس سے الگ ہوتا ہوا اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا اس کے ماتھے پر بوسہ دے چکا تھا۔وہ اچھے سے جانتا تھا کہ براق کو یہ حرکتیں بہت بری لگتی ہیں،اسی لیے تو وہ کر رہا تھا۔وہ بھائی ہی کیا جو آپ کی ناپسندیدہ چیزوں کو جان بوجھ کر آپ پر لاگو نہ کرے۔

براق نے اسے ایک جھٹکے سے پیچھے دھکیلا تھا۔

"واللہ حماس! تیرا قتل مجھ پر چھٹی بار واجب ہو چکا ہے۔"

اس کی بات سنتا حماس زور سے ہنس دیا تھا اور مزید اسے تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتا صوفے پر جا بیٹھا تھا۔

براق نے آنکھیں گھما کر اسے دیکھا تھا اور جھک کر فریج میں سے ٹھنڈے پانی کی بوتل گٹکی تھی۔

"اتنی سردی میں بھی ٹھنڈا پانی ڈاکٹر صاحب؟"

حماس نے اپنی سبز آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔اس کی آنکھیں اس کی خوبصورتی کی وجہ تھی۔وہ ویسے بھی ایک چھبیس سالہ بھرپور مرد تھا لیکن اس کی آنکھیں اس کو بے انتہا پر کشش بناتی تھیں۔وہ براق کا واحد خونی رشتہ تھا جو اس دنیا میں موجود تھا۔

"اندر جب شعلے بھڑک رہے ہوں تو ٹھنڈا پانی بھی ان شعلوں کو بجھانے میں ناکام ہوتا ہے۔"

اس نے سرد لہجے میں کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"بھائی یار ڈائلاگ بعد میں مارنا۔ بھوک لگی ہے کچھ بنا دے۔"

"میں ابھی تھکا ہارا آیا ہوں ڈیوٹی سے۔"

حماس کی بات پر اس نے گھورتے ہوئے بولا تھا جس پر حماس کا قہقہہ لاؤنج میں گونجا تھا۔لاؤنج کے ایک طرف اوپن کچن تھا جہاں براق کھڑا اپنے نمونے بھائی کو دیکھ رہا تھا۔

"خدارا بھائی۔ایسے مت کہیں جیسے میں جانتا نہیں کہ آپ وہاں صرف ٹائم پاس کرنے جاتے ہیں۔"

حماس نے صوفے پر اپنے پاؤں پھیلائے تھے۔ براق نے وہیں سے بوتل کا ڈھکن اس کی طرف پھینکا تھا جسے وہ مزے سے کیچ کرتا شوز اتار کر دوبارہ اسی پوزیشن میں براجمان ہوا تھا۔

"دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں حماس مرزا۔"

اس نے باور کرواتے لہجے میں بولا تھا اور پھر اوپر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔وہ اپارٹمنٹ چاہے چھوٹا تھا لیکن اتنا نفیس تھا کہ دل موہ لینے والا تھا۔اس کی گرے

www.novelsclubb.com

رنگ کی دیواریں اس کی خوبصورتی کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔کچھ دیر بعد وہ سیاہ شرٹ کے ساتھ سیاہ ٹراؤزر پہنے سیڑھیاں اترتا دکھائی دے رہا تھا۔کچھ بدلا تھا اس میں۔۔۔اس کے چہرے میں۔۔۔۔آنکھیں۔۔۔اب اس کی آنکھیں گرے رنگ کی تھیں۔وہ تو ویسا ہی تھا۔ ماتھے پر بکھرے گیلے بال اسے پر کشش بنا رہے تھے۔

"کیا کھاؤ گے؟"

وہ کچن میں داخل ہوتے ہوئے بولا تھا۔لاؤنج میں صوفے پر لیٹے حماس نے موبائل ایک طرف رکھا تھا اور چمکتی آنکھوں سے کہنے لگا۔

"چیز پاستہ۔"

www.novelsclubb.com

حماس کی بات پر وہ سر ہلا گیا۔اس کے لیے چیز پاستہ بناتا وہ اب خود کے لیے کچھ اچھا اور صحت مند کھانا بناتے ہوئے آدھے گھنٹے بعد کچن میں موجود ٹیبل پر کھانا لگا رہا تھا۔ٹیبل سیٹ کرنے کے بعد حماس کو ہاتھ دھونے کا بولتا خود بھی چیزیں سمیٹتا ٹیبل پر آ بیٹھا۔حماس کے آنے پر وہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھا گیا۔

"افففف بھائی! دل کرتا ہے آپ کے ہاتھ چوموں۔"

حماس نے کہتے ہوئے معصومیت سے اسے دیکھا تھا جس کے گھنگرالے بال اس کے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے اور اب سوکھ چکے تھے۔اس نے منہ کو جاتے کانٹے کو روکا تھا اور نوالہ منہ میں رکھتا کانٹا اس کے آگے کیا تھا۔

"تم نے ایسا کیا تو میں یہ تمہاری گردن میں گھسادوں گا۔"

یہ وارننگ تھی۔حماس دل کھول کر ہنس دیا تھا۔جتنا براق کو چڑ تھی کسی کے چھونے سے اتنا ہی حماس کو اسے تنگ کرنے میں مزہ آتا تھا۔

"بھابی لے آئیں۔یہ کام نہیں کرنے پڑیں گے۔"

براق جب برتن دھونے کے لیے سنک کی طرف بڑھا تھا تو پیچھے سے حماس کی آواز پر وہ پلٹا تھا۔

"بیوی برتن دھونے کے لیے نہیں ہوتی حماس مرزا۔"

اس نے آبرو اٹھا کر سرد لہجے میں کہا تھا۔ایک تو حماس اس کے بدلتوں لہجوں کا ابھی تک عادی نہیں ہوا تھا اس لیے خاموشی سے دانت نکالتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

وہ کام سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں آتا لیپ ٹاپ کھول کر بیٹھا تھا اور اسی پر مصروف ہو گیا تھا۔ اندھیر کمرے میں لیپ ٹاپ کی سکرین اس کی خوبصورت آنکھوں کو مزید بہتر بنا رہی تھیں۔ وہ پوری طرح اپنے کام میں مگن تھا اور پھر آہستہ آہستہ رات نے پر بچھانے شروع کر دیے۔

=======

صبح کے سورج نے پوری زمین کو روشنی بخش کر ہر روز کی طرح اپنا احسان کیا تھا۔ پردے کی اوٹ سے آتی روشنی پر وہ کسمسائی تھی۔ فون کی بیپ پورے سنسان کمرے کے سکوت میں خلل ڈال رہی تھی۔ وہ آنکھیں مسلتے غصے سے اٹھی تھی اور فون اٹھایا تھا۔

"کس کو موت کو دعوت دینی ہے؟"

وہ اپنی خمار بھری آواز میں غصہ سموتی بولی تھی۔ دوسری جانب موجود موصوف کی سانسیں کچھ لمحوں کے لیے تھمی تھیں۔ پھر خود کے تسلسل کو ٹھیک رکھتے وہ بغیر

کچھ کہے فون کاٹ گیا تھا۔مصفرہ نے حیرت سے فون کو گھورا تھا۔آنے والے کا نمبر غیر شناسا تھا۔کچھ سیکنڈز بعد میسج اسی نمبر سے موصول ہوا تو مصفرہ کو اندازہ ہوا کہ یہ کل رات والا شخص ہی ہے۔اس نے میسج کھولا تھا۔

"Good Morning detective. Parcel will be arrived soon."

مصفرہ نے اوکے کا میسج لکھ کر وہ انجان نمبر سیو کیا تھا۔

"Weirdo"

کے نام سے۔

وہ بالکل بھی یہ پوچھ کر اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی کہ اسے اس کے گھر کا پتہ کیسے ملا اور فلاں فلاں۔کیونکہ جو شخص اس کی زندگی کا سب سے بڑا راز جانتا ہوگا وہ ظاہر سی بات ہے سب کچھ جانتا ہوگا۔

وہ فریش ہو کر ٹی شرٹ پر ہوڈی پہن گئی تھی اور نیچے کھلا ٹراوزز تھا۔ابھی وہ ناشتے سے فارغ ہوئی تھی کہ اس کی ڈور بیل بجی تھی۔وہ برتن کچن میں رکھتی باہر کی

www.novelsclubb.com

جانب لپکی تھی۔ لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔دروازے کے سامنے ایک ڈبہ پڑا تھا۔
جس پر سفید چٹ لگی تھی۔ مصفرہ نے جھک کر چٹ پر لکھے الفاظ پڑھے تھے۔

"Musfira Mughal."

مصفرہ نے وہ چٹ اتاری تھی اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کرتی وہیں پھینک کر ڈبہ
پکڑے اندر لے آئی تھی۔

جب اس نے ڈبہ کھول تو اس میں کچھ کاغذات تھے۔

اس نے ایک فائل کھولی تو زویا قریشی کی کچھ چیزیں اس پر لکھی تھیں۔وہ پڑھنا
شروع ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"نام: زویا قریشی

عمر: اٹھارہ سال

تاریخ پیدائش: 14 جولائی 2004

رابطہ نمبر: ×××××

غائب ہونے کا دن: 31 دسمبر 2022

آخری بار دیکھنے والا: زویا کا والد قریشی

والد کا بیان: "گمشدگی کی رات وہ اپنی دوست مشک کو ملنے گئی تھی۔"

فیملی: والد (قریشی علی)، والدہ (مسز قریشی)، بھائی (عزیز قریشی)

مزید تفصیل: زویا گمشدگی کی رات جب گھر سے مشک کے گھر جانے کے لیے نکلی تھی تو رات آٹھ بجے کا وقت تھا اور اس نے سیاہ جینز کے ساتھ سیاہ فراک پہن رکھا تھا، گلے میں سرخ رنگ کا سٹالر بھی تھا۔"

یہ وہ ساری چیزیں تھیں جو اسے ملی تھیں۔اس کے ساتھ ایک سٹوڈنٹ کارڈ بھی پارسل کے اندر موجود تھا اور ساتھ ہی ساتھ زویا کی چھ سات تصاویر۔کچھ تصاویر مزید تھیں۔اس کی فیملی فوٹوز اور دوستوں کے ساتھ۔۔

مصفرہ نے ناپسندیدگی میں سر ہلایا تھا۔تبھی میسج کی بیپ سنائی دی تھی۔

"میرا خیال ہے پارسل پہنچ چکا ہے۔"

اس کا میسج پڑھ کر مصفرہ نے بےزاری میں آنکھیں گھمائی تھیں۔

"مجھے یہ چیزیں کہیں سے بھی مل جاتیں۔"

اس کا لہجہ تھکا سا تھا جیسے اسے اس بے جان کیس میں دلچسپی محسوس نہ ہو رہی ہو۔

"ابھی کیس شروع بھی نہیں ہوا اور ڈیٹیکٹو ہمت ہار چکی ہیں۔"

اس کا اگلا میسج پڑھ کر مصفرہ نے ایک بار پھر آنکھیں گھمائی تھیں۔

"بیت شکریہ بکواس کا۔"

"میں کچھ اور بھی بھجوا رہا ہوں۔ لیکن یہ کیس کی سب سے حساس چیز ہے۔ احتیاط سے استعمال کرنا۔"

اس کا اگلا میسج کچھ مزیدار لگا تھا۔ اس نے دلچسپی کا اظہار کیا تھا اور اگلے آنے والے پارسل کا انتظار کرنے لگی تھی۔

===========

www.novelsclubb.com

وہ معمول کے مطابق مسکراہٹ لبوں پر سجائے نیلے رنگ کے سکرب پر وائٹ کورٹ پہنے ہسپتال کے کوریڈور میں گھوم رہا تھا۔آتے جاتے مریض اسے سلام کر رہے تھے اور وہ مسکرا کر سر کو خم دے رہا تھا۔جیسے ہی وہ اپنے کیبن میں آ کر بیٹھا تھا تو ڈاکٹر فریال اس کے کیبن میں داخل ہوئی تھیں۔

"اسلام علیکم!"

اس نے اپنے ازلی نرم انداز میں بولا تھا، براق مسکرا دیا۔

"وعلیکم السلام۔جی ڈاکٹر فریال کوئی کام تھا؟"

وہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے اپنا سٹر یتھوسکوپ ٹیبل پر رکھ گیا تھا۔

"میں سوچ رہی تھی کہ آج کہیں لنچ کرنے چلیں؟ لنچ بریک میں؟"

فریال نے مسکرا کر استفسار کیا تو براق نے مسکراہٹ لبوں سے ہٹائے بغیر اپنے دانت پیسے تھے۔

"شیور کیوں نہیں۔جگہ ڈیسائیڈ کر لیجئے گا۔"

فریال مسکرا کر سر ہلاتی چلی گئی تھی تو براق نے آنکھیں گھما کر بے زاری چہرے پر سجائی تھی اور لیپ ٹاپ کھول لیا تھا۔ پھر ہسپتال کا راؤنڈ لیتا مریضوں کو دیکھتا واپس اپنے کیبن میں آ بیٹھا تھا۔

==========

وہ کچھ دیر سے بیٹھی لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلانے میں مصروف تھی۔ کوڈنگ اور ڈی کوڈنگ اس کا پسندیدہ کام تھا۔ دوپہر کے چار بجے کا وقت تھا جب اس کی ڈور بیل بجی تھی۔ وہ چونکی تھی لیکن مصفرہ جانتی تھی یہ پارسل ہو گا۔ وہ صوفے سے پیر اتارتی، لاؤنج سے نکلتی باہری دروازے پر آئی تھی۔

دروازہ کھلنے پر ایک بھورے رنگ کا ڈبہ وہاں پڑا تھا۔ ارد گرد نظر دوڑانے پر اسے کوئی نظر نہ آیا۔ ڈبے پر بڑے بڑے الفاظ میں انگریزی حروف میں "Red Lady" لکھا تھا۔ اس نے مسکرا کر پرچی اتاری تھی اور پھر سے اسے ٹکڑے ٹکڑے کرتی پاس پڑے کوڑے دان میں پھینک گئی تھی۔ وہ ڈبہ اٹھاتی اس بار اپنے پرائیوٹ ڈیٹیکٹو کمرے میں آئی تھی۔ جس پر عین سامنے دو لیپ ٹاپ ٹیبل پر

پڑے تھے۔ ٹیبل کے پچھلے طرف کرسی پڑی تھی جس کا رخ دروازے کی جانب تھا۔اور کرسی کی پچھلی طرف ڈیٹیکٹو بورڈ لگا تھا جس پر ابھی تک پچھلے کیس کی کچھ چیزیں لگی تھیں اور اس پر لگا لال دھاگا ایک تصویر کو دوسری کے ساتھ جوڑ رہا تھا۔ کمرے کے دوسری جانب ایک بک شیلف بنی تھی جس میں سرخ، سیاہ اور نیلے رنگ کی کئی فائلز تھیں۔یہ وہ تمام کیس تھے جو اس نے سلجھائے تھے۔ پھر اس کے دوسری طرف دو بندوں کے بیٹھنے کے لیے ایک صوفہ تھا جس کے آگے ایک چھوٹا سا ٹیبل تھا اور اس کے ساتھ ہی کونے میں کافی مشین تھی۔ کبھی کسی کیس کو حل کرتے اسے رات ہو جاتی تو وہ کمرے سے نکلنا گوارہ نہ کرتی بلکہ یہیں کافی بناتی اور پی لیتی۔وہ چلتی ہوئی کمرے کی بتیاں جلاتی اپنی کرسی پر آ بیٹھی تھی۔ ٹیبل پر ڈبہ رکھتے وہ اسے کھول گئی تھی۔

اندر کچھ کاغذات کو ہٹا کر اسے جو ملا تھا وہ حیران رہ گئی۔وہاں ایک فون تھا۔وہ آبرو اٹھائے فون نکال کر آن کر گئی۔موبائل آن ہونے کی دیر تھی کہ اس پر لگا زویا کی

www.novelsclubb.com

تصویر کا وال پیپر دیکھ کر مصفرہ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہوئی تھی۔اس نے اسے کھولنے کی کوشش کی لیکن وہ لاکڈ تھا۔

اس نے اپنا فون اٹھایااور اس نمبر پر کال ملائی۔اس کی کال کاٹ دی گئی۔فوراً سکرین پر میسج جگمگایا۔

"لگتا ہے پارسل مل گیا؟"

اس کے میسج سے اندازہ ہو رہا تھا کہ اسے اس کال کا انتظار تھا۔

"یہ تمہارے پاس کیسے آیا؟"

مصفرہ کے میسج میں بھی حیرت کا واضح ثبوت تھا۔

"سوال کم،کام زیادہ۔"

مصفرہ نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

"تمہیں معلوم ہے نا کہ یہ پولیس کے ہاتھ لگ گیا تو تم اس سب میں پھنس سکتے ہو۔"

مصفرہ کے مسیج کا اسے کوئی اثر نہ ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اپنے کام سے کام رکھو ریڈ لیڈی۔ مجھے خود کو بچانا آتا ہے۔"

مصفرہ کا دل چاہا وہ موبائل دیوار میں دے مارے لیکن اس نے گہری سانس بھری اور اپنا موبائل ایک طرف رکھ دیا۔

"The new case begins Detective! You can do it and you have to do it Musfira."

اس نے ہمیشہ کی طرح خود کو ہمت دی تھی۔ جن لوگوں کے پاس کوئی ہمت دینے کے لیے نہ ہو، انہیں اپنی ہمت خود بننا پڑتا ہے۔ خود کو خود ہمت دینے والے لوگوں سے بچ کر رہنا چاہیے کیونکہ وہ جتنے تنہا ہوتے ہیں اتنے ہی مضبوط ہوتے ہیں۔

مصفرہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور پہلے آیا ہوا ڈبہ بھی ٹیبل پر رکھتی اپنے ہڈی کے بازوؤں کو کہنیوں تک لے گئی تھی۔ پہلے مکمل ہوئے کیس کی چیزیں احتیاط سے ایک فائل میں سمیٹتی وہ شیلف میں باقی فائلز کے ساتھ سجا آئی تھی۔ اس کے بعد اس نے پہلے آئے پارسل میں سے چیزیں نکال کر ڈیٹیکٹو وبورڈ پر چپکانا شروع کی تھیں۔ زویا کی تصاویر، اس کے گھر والوں کے تصاویر اور بھی بہت کچھ۔ پھر لال

دھاگے سے ان چیزوں کو ایک دوسرے سے جوڑا تھا۔اپنے کام سے فارغ ہو کر اس نے ٹیبل کے آخری کونے میں پڑے پرنٹر میں سے ایک شخص کی تصویر نکالی تھی جس کے چہرے پر سوالیہ نشان بنا تھا۔اور وہ بھی اس نے اسی بورڈ پر چپکا دی تھی۔ زویا کے کیس کے ساتھ ساتھ اسے اس اجنبی شخص کے بارے میں بھی جاننا تھا۔

پھر وہ اپنی کرسی پر بیٹھتی زویا کا فون اٹھا گئی تھی جو لاکڈ تھا۔اس کا پاسورڈ چار نمبروں پر مشتمل تھا۔مصفرہ نے اسکے سٹوڈنٹ کارڈ کے آخری چار نمبر ڈالے تھے جو کہ غلط ثابت ہوئے تھے۔پھر اس نے بیٹھے بیٹھے ہی اپنی کرسی کا رخ گھما کر ڈیٹیکٹو بورڈ کی طرف کیا تھا جہاں بہت سی چیزوں کے ساتھ اس کی تاریخ پیدائش بھی تھی۔اس نے اس کی تاریخ پیدائش کے نمبر غور سے پڑھے تھے۔

14جولائی2004

یعنی کہ۔۔

"2004-7-14"

www.novelsclubb.com

وہ مسکرادی اور مکمل اعتماد کے ساتھ کچھ نمبر فون پر دبا گئی جس سے فون کا پاسپورڈ کھل گیا۔

"1474"

ایسے نہ کھلتا تو اس کے پاس اور بھی بہت طریقے تھے۔ لیکن خیر زویا ٹین ایجر تھی اور اسی پر سنٹ ٹین ایجر کے پاسورڈ ان کی تاریخ پیدائش ہوتی ہے یا ان کا نک نیم یا ان کے کسی دوستوں کے گروپ کا نام۔

وہ وہاں بیٹھی اس کی ساری چیٹ کھول کر باری باری پڑھنے لگی۔ جو چیز اسے سب سے زیادہ کھٹکی تھی وہ زویا کی سب سے قریبی دوست 'مشک' کے ڈیلیٹ کیے گئے مسیج تھے جو مشک کی طرف سے ڈیلیٹ ہوئے تھے۔ مصفرہ نے اس کا نمبر لیا تھا اور اپنے ڈیٹیکٹو والے نمبر سے اسے کال کی تھی۔ ایک دو بیل کے بعد فون اٹھا لیا گیا۔

"کون؟"

سب سے پہلے دوسری جانب سے سوال کیا گیا تھا۔

"میں ڈیٹیکٹو وہوں اور تمہاری دوست زویا کے کیس کو حل کرنا چاہتی ہوں۔"

مصفرہ نے بغیر تمہید کے اسے جواباً کہا تھا۔دوسری جانب کچھ دیر خاموشی رہی تھی۔

"ہم مل کر اس بارے میں بات کر سکتے ہیں؟"

اس کے سوال پر مصفرہ کے منہ تک کا ذائقہ بدمزہ ہوا تھا۔افف یہ ٹین ایجرز کی بے اعتباریاں۔ عجیب عمر ہے، جن پر اعتبار کرنا ہوتا ہے ان پر کرتے نہیں یہ ٹین ایجرز اور جن پر اعتبار نہیں کرنا ہوتا ان کی اندھوں کی طرح پیروی کرتے رہتے ہیں۔

"ٹھیک ہے۔لوکیشن بھیج دوں گی۔کل 11 بجے اس جگہ پر آجانا۔"

مصفرہ نے سنجیدہ انداز میں کہہ کر بغیر دوسری جانب موجود مشک کو بولنے کا موقع دیے، فون بند کر دیا اور پھر سے سارے میسج پڑھنے لگی تھی۔

===========

لنچ بریک پر وہ بال سنوارتی ہوئی اپنی ازلی نرم مسکراہٹ سے شاہانہ چال چلتے ہوئے اس کے کیبن میں داخل ہوئی تھی۔ کیبن کو خالی پا کر وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے

لگی۔ پھر کمرے میں کسی کی موجودگی نہ پا کر وہ جلدی سے قدم اٹھاتی براق کے ٹیبل کی جانب آئی تھی اور لیپ ٹاپ کی سکرین اٹھاتی اسے کھول گئی۔ سامنے اسے لاک دیکھ کر اس نے ٹیبل پر مکا جڑا تھا۔ تبھی اس کی آواز کمرے میں گونجی تھی۔

"شیشے کا ٹیبل ہے محترمہ! ٹیبل نہ توڑ دیجئے گا۔"

اس کی لاپرواہ لیکن سنجیدہ آواز پر فریال کی سانسیں ساکن ہوئی تھیں۔ وہ سانس روکے وہیں کھڑی رہی تھی۔ ڈھیروں شرمندگی نے اسے گھیرا تھا۔

"میں۔۔۔وہ۔۔۔"

وہ کنفیوز ہوتے ہوئے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ گئی تھی۔ براق ایک آبرو اٹھائے سنجیدہ تاثرات سے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر انہی تاثرات سے قدم قدم فریال تک آیا تھا اور ہلکا سا جھک کر اس کے پیچھے ٹیبل سے گاڑی کی چابیاں اٹھائی تھیں۔ دونوں کے درمیان خاصا فاصلہ تھا لیکن فریال کو شرمندگی سے اپنا آپ فنا ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"چلیں؟"

وہ سیدھا ہوتا جبڑوں کو کستا آگے بڑھ گیا۔یہ کرنے سے اس کی جالائن جو پہلے سے واضح تھی،مزید واضح ہو گئی۔

فریال نے اپنی رکی ہوئی سانسیں بحال کی تھیں اور لیپ ٹاپ کی سکرین بند کرتی اس کے پیچھے چل دی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ خاموشی سے اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے بعد خاموش فضا میں لنچ کرنے کے بعد وہ دونوں ہسپتال واپس آئے تھے اور اپنے کام میں مصروف ہو گئے تھے۔

===========

لاہور کی فضا میں سورج نے آج انگڑائی لینے سے انکار کر دیا تھا اور خود کو آرام دینے کی نیت سے بادلوں کی اوٹ میں چھپا لیا تھا۔مصفرہ ناشتہ کرکے فارغ ہوتی اب کمرے سے تیار ہوتی نکل رہی تھی۔اس نے سیاہ لیدر کی پینٹ پہن رکھی تھی،اوپر ہلکے بھورے رنگ کی ٹرٹل نیک شرٹ تھی جو پینٹ کے اندر اڑسی تھی اور سیاہ بیلٹ واضح نظر آرہی تھی۔نیچے سیاہ بوٹ پہنے بالوں کو کھلا چھوڑے وہ گلے میں

ہلکے بھورے رنگ کا مفرل لپیٹ رہی تھی۔ بھورے بالوں میں دو سرخ رنگ کی لٹیں تھیں جو اس کے بالوں کو پر کشش بنا رہی تھیں۔ وہ بالوں کو کانوں کے پیچھے ارستی سٹینڈ سے سیاہ رنگ کا کورٹ اتار رہی تھی۔ کورٹ لیتی وہ ایک سیاہ رنگ کا بیگ اپنے کندھے پر ڈال گئی تھی۔ گھر کو لاک کرتی وہ مشک کو بھیجی ہوئی لو کیشن کے لیے نکلی تھی۔ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس نے ایک بار پھر مشک کا بھیجا میسج پڑھا تھا۔

"جلدی آجائیں۔ میں پہنچ چکی ہوں۔"

گاڑی سڑک پر دوڑاتی وہ اب بہت کچھ سوچنے میں مصروف تھی۔ کچھ دیر بعد وہ ریسٹورنٹ میں داخل ہوئی تو ایک کونے میں مشک بیٹھی تھی۔ وہ پہلے سے اسے دیکھ چکی تھی۔ پہلے باکس میں زویا کی اس کے دوستوں کے ساتھ گروپ فوٹوز دیکھ چکی تھی۔ اس کے علاوہ کل زویا کے موبائل میں بھی اس کی تصاویر دیکھ لی تھیں۔

مصفرہ نے دور سے ہی اسے سر تا پاؤں دیکھا تھا۔ وہ بلیو کھلی جینز کے ساتھ پنک کلر کا شارٹ کھلا سا کرتا پہنے ہوئے تھی۔ بالوں کو ڈھیلی پونی میں باندھا ہوا تھا جس

www.novelsclubb.com

میں سے کچھ آوارہ لٹیں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ چہرے پر موجود چشمہ اور ہاتھ میں پکڑی کتاب سے ہی معلوم ہو رہا تھا وہ ایک پڑھنے والی بچی ہے۔

نظروں ہی میں چلتے چلتے اسے جج کرتے ہوئے وہ ٹیبل پر ہاتھ مارتی اس کی توجہ حاصل کر چکی تھی۔ وہ فوراً سے کتاب رکھ کر سیدھی ہوئی تھی۔ مصفرہ ٹیبل پر بیگ رکھتی صوفے پر آرام سے بیٹھی تھی۔ ویٹر کو اشارہ کرتے بلایا تھا۔

"You want something?"

مصفرہ کی سنجیدہ آواز پر وہ سیدھی ہوتی نفی میں سر ہلا گئی۔

"کافی پیتی ہو؟"

اس کے کتاب پڑھنے سے وہ اندازہ لگا چکی تھی کہ وہ کافی بھی پسند کرتی ہو گی۔

"جی۔"

اس بار اس نے معصومیت سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ مصفرہ نے اپنے لیے بلیک کافی منگوائی اور اس کے لیے دوسری نارمل کافی منگوائی تھی۔

"میرا نام جاننا ضروری نہیں ہے۔ تمہارا نام میں جانتی ہوں مشک عالمگیر۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ کا لہجہ دوٹوک تھا۔ جس کی وجہ سے مشک اس کے رعب میں آگئی۔ وہ ویسے بھی ایک ڈری سہمی فریشر تھی۔

"پولیس نے تو کیس بند کر دیا تھا۔"

اپنا گلا کھنکھارتی وہ بولی تھی۔ مصفرہ دور سے آتے ویٹر کو دیکھ کر خاموش رہی۔ جب وہ ٹیبل پر کافی کے دونوں مگ رکھ گیا تو وہ گویا ہوئی۔

"میرا نہیں خیال وہ گھر سے بھاگی ہے۔"

اس نے اپنا بلیک کافی کا مگ لبوں سے لگایا تھا۔

"زویا میری سب سے اچھی دوست تھی۔ میری اکلوتی دوست۔ میں آپ کے سب سوالوں کے جواب دوں گی۔"

وہ کچھ اداسی سے بولی تھی۔ مصفرہ نے اپنی بھوری آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ اور اس کے الفاظ ذہن میں پیسٹ کیے تھے۔

"مجھے کچھ بتاؤ اس کے بارے میں۔ وہ کیسی تھی سب کے ساتھ۔ اس کا رویہ۔ اس کا انداز۔"

www.novelsclubb.com

مصفرہ نے کہہ کر پھر سے کپ لبوں کو لگایا تھا۔

"وہ ہمارے کالج کی سب سے خوش مزاج لڑکی تھی۔اپنے ماں باپ کی بہت لاڈلی تھی۔اس کا بھائی اس سے بہت محبت کرتا تھا۔کالج میں ہر ٹیچر کی پسندیدہ بھی تھی۔خاندان کے سب سے خوبصورت لڑکے سے اس کی منگنی بھی ہو چکی تھی۔"

مشک نے رشک سے کہا تھا۔مصفرہ خاموشی سے اسے سنتی ہوئی اس کے لبوں سے نکلتے الفاظ سن رہی تھی۔

"اگر اس کی زندگی اتنی ہی پرفیکٹ تھی تو اسے بھاگنے کی کیا ضرورت تھی؟"

مصفرہ نے کپ میز پر رکھا تھا اور اسے کافی پینے کی جانب اشارہ کیا تھا جس پر مشک نے فوراً سر ہلا کر کافی کا مگ ہاتھوں میں تھامتے ہوئے لبوں سے لگایا تھا اور گھونٹ بھرا تھا۔

"ہاں بالکل پرفیکٹ زندگی تھی۔لڑکیاں اس سے جلتی بھی تھیں لیکن میں تو دوست ہوں۔"

مصفرہ نے اس کے الفاظ جیسے ذہن میں سٹور کیے تھے۔ وہ اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔ اس کا بولنے کا انداز۔ اس کا کافی پینے کا انداز۔ اس کا بدلتا لہجہ۔ اس کا افسردہ لہجہ۔ اس کا رشک دیتا لہجہ۔ ہر چیز۔

"آخری بار کب دیکھا تھا؟"

مصفرہ نے کافی کا مگ لبوں سے لگانے سے پہلے استفسار کیا تھا۔

"یونیورسٹی میں۔"

اس نے بلا تامل جواب دیا تھا۔ یوں کہ وہ منتظر ہو اس سوال کی۔

"اپنی گمشدگی کی رات وہ کہاں گئی تھی؟"

اس نے جواباً نیا سوال داغا تھا۔

"آپ کو نہیں معلوم؟ وہ اس رات نیو ائیر پارٹی پر گئی تھی۔"

مشک نے حیرت سے بولا تھا۔

"کیسی پارٹی؟"

مصفرہ نے لبوں سے کپ الگ کرتے ہوئے بولا تھا۔

"کچھ دوستوں نے گھر پر ارینج کی تھی۔"

مشک کی بات پر اس نے آبرو اٹھائے تھے۔

"زویا کے گھر والوں نے تمہارے ساتھ رات گزارنے کے بارے میں بتایا ہے۔"

مصفرہ کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

"مجھے نہیں معلوم کہ اس نے جھوٹ بولا تھا۔"

وہ آسودہ مسکراہٹ سے بولی تھی۔ مصفرہ نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا تھا۔ اس کی نگاہیں مشک کو پریشان کو رہی تھیں۔

"میرے خیال سے رمشہ لوگوں کے ساتھ گئی تھی۔"

مشک کے بتانے پر اس نے بتایا کہ رمشہ زویا کی دوست ہے لیکن اس کا انداز بتا رہا تھا کہ رمشہ اور مشک کی آپس میں نہیں بنتی۔ کیونکہ دوست کا دوست دشمن ہوتا ہے۔

"تم پارٹی پر انوائیٹڈ نہیں تھی؟"

مصفرہ نے کپ میز پر رکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ مشک اپنی جگہ پر سیدھی ہوئی تھی۔

"تھی۔ لیکن نہیں گئی۔"

www.novelsclubb.com

"دوسروں کے ساتھ کم گھلتی ملتی ہو؟"

یہ سوال نہیں تھا۔ مصفرہ کا اندازہ تھا۔

"مجھے عقل مند لوگوں کے ساتھ رہنا پسند ہے۔"

مصفرہ نے اس کا جواب نظر انداز کر دیا۔

"پارٹی کس نے ارینج کی تھی اور کدھر کی تھی؟"

یہ سوال سب سے زیادہ ضروری تھا۔

"ہاں وہ۔۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کر پاتی، اس کی بات کسی نے کاٹی تھی اور اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی کلاس چھوڑ کر یہاں کسی اجنبی کے ساتھ بیٹھنے کی۔ تمہیں یونیورسٹی پڑھنے بھیجتے ہیں۔ ایسی حرکتیں کرنے نہیں۔ تم چلو آج میرے ساتھ۔ تمہیں تمہارے پاپا ہی بتائیں گے اب۔"

وہ اس کی ماں لگ رہی تھی۔ مصفرہ کپ لبوں سے لگائے، سکون سے سارا معاملہ دیکھ رہی تھی۔ مشک نے اپنا بیگ اور کتاب اٹھائی تھی اور اپنی ماں کے ساتھ کھینچی چلی گئی تھی۔ مصفرہ نے کورٹ کی جیب میں سے موبائل نکالا تھا اور ریکارڈنگ بند کردی تھی۔ گہرا سانس بھرتی وہ بل پے کرتی وہاں سے نکل آئی تھی۔ آج کے لیے اتنا ملن ملاپ کافی تھا۔ وہ اتنی دیر میں ہی تھک گئی تھی۔ شروع سے تنہا رہ کر وہ عادی ہو گئی تھی۔ اب لوگوں میں بیٹھ کر ان سے بات کرنا اسے سزا لگتا تھا۔ وہ خاموشی سے گاڑی میں بیٹھتی گروسری لے کر گھر کو چل دی تھی۔

کتنے عیش سے رہتے ہوں گے کتنے اتراتے ہوں گے
جانے کیسے لوگ وہ ہوں گے جو اس کو بھاتے ہوں گے

===============